نوٹ: یہ کتاب دراصل موحدین ویب سائٹ سے مأخوذ ہے اسے اسلام ہاؤس ویب سائٹ کی طرف سے مراجعہ وتصحیح کر کے اِفادہ عام کی غرض سے شائع کیا گیا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل سنت سے فتنوں کو دور کرنا

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ،

أما بعد :

اللہ نے مجھ پر تبلیغ بیان ،نصیحت ،رہنمائی اچھی باتوں کی طرف دعوت سیدھے راستے کی نشان دہی اور غلط نظریات سے مسلمانوں کے تحفظ اور انہیں متنبہ کرنے کی جو ذمہ داری بحیثیت عالم دین کے ڈالی ہے اسے پورا کرنا ضروری سمجھتا ہوں تا کہ مسلمان غلط عقائد ونظریات سے محفوظ رہنے کے ساتھ ساتھ دین پر مضبوطی سے قائم رہیں، باہم مربوط ومتحد رہیں اعتقادی ،قولی ،عملی لحاظ سے مکمل طور پر دین کو اپنائیں اور اس طرح اپنائیں جس طرح اللہ چاہتا ہے ۔قرآن وسنت کو تھامے رہیں ۔خواہشات کی پیروی اور گمراہ کن خیالات ونظریات کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں تا کہ دشمنوں کی سازشوں اور چالوں سے محفوظ رہ سکیں ۔اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِىَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ (آل عمران : 101)

''جس نے اللہ (کے دین) کو مضبوطی سے تھام لیا تو اسے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی نصیب ہوگئی۔''

﴿ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ، ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (انعام : 153)

''یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس پر چلتے رہو دیگر راستوں کے پیچھے مت لگو ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے جدا کردیں گے اس بات کی تمہیں تاکید کرتا ہے تاکہ تم متقی و باکردار بن جاؤ''۔

اپنی مذکورہ ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے میں نے نصیحت اور فرائض دین کی یاددہانی کے طور پر یہ چند سطریں سپردقلم کی ہیں تاکہ فتنوں میں مبتلا ان مسلمانوں کو شکوک وشبہات سے نجات دلائی جاسکے جن پر فتنوں نے دو طرف سے حملہ کیا ہے:

1- کفر کے فتویٰ لگانے میں افراط وغلو کہ مسلمانوں کو اسلام سے خارج کرتے ہیں بلکہ ان کے خلاف جنگ کو بھی جائز سمجھتے ہیں۔

2- تفریط ونرمی اسلام میں داخل ہونے اور داخل رہنے کی امید میں۔

یہ دونوں عادتیں فتنہ کے اسباب میں سے ہیں ان سے انسانوں میں باہم فساد وظلم جنم لیتا ہے اور دینی جذبہ بھی ماند پڑ جاتا ہے۔

اپنی اس تحریر کو میں نے سات فصلوں میں تقسیم کیا ہے:

فصل اول - فتنوں سے محتاط رہنا

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں خبردار کیا ہے کہ فتنوں میں پڑے ہوئے لوگوں اور ان کے فتنوں سے ہوشیار رہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاتَّقُوا فِتنةً لاتُصِيبَنَّ الذِّينَ ظَلَمُوا مِنكُم خَآصَّةً ﴾ (انفال : ۲۵)

''اس فتنے سے خود کو بچاؤ جو صرف ان لوگوں کو نہیں پہنچے گا جو تم میں سے ظالم ہیں''۔

نبی کریم ﷺ نے فتنوں سے پناہ مانگنے کی ہدایت کی ہے ہمارے بعض اسلاف یہ دعا کیا کرتے تھے ''اے اللہ ہم اس بات سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائیں یا ہمیں فتنے میں مبتلا کر دیا جائے'' (بخاری)۔

اس طرح نبی ﷺ نے ہمیں خبردار کیا ہے کہ قیامت سے قبل کچھ ایسے دن ہوں گے کہ جہالت نازل ہوگی اور علم اٹھالیا جائے گا۔

اس طرح دیگر بہت سی احادیث ہیں خصوصاً حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی کہ جن میں فتنوں کی خبر دی گئی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی دعائیں اور طریقے بتلائے گئے

ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں بیان کیا ہے کہ فتنہ تو اسوقت تک موجود رہے گا جب تک اللہ کا دین مکمل طور پر نافذ نہ ہو جائے۔ فر مان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّه ﴾ (**انفال : 39**)

''ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین مکمل طور پر اللہ کا نافذ ہو جائے۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنہ دین کے مقابل و معارض ہے۔ یہاں فتنوں سے مراد فتنہ شبہات بھی ہے جن میں سب سے بڑا فتنہ شرک ہے اور محکم آیات کو چھوڑ کر متشابہ کے پیچھے لگنا اور صریح اور واضح سنت کو ترک کر دینا ہے۔

یہی وہ فتنہ تھا جس میں فرقہ :مرجئہ؛ مبتلا ہو گیا تھا جن کا عقیدہ یہ ہے کہ عمل حقیقت ایمان میں داخل نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کفر صرف یہی ہے کہ دین کا انکار کر دیا جائے اور اس کو جھٹلا دیا جائے۔ انکا یہ عقیدہ بدعت ظلم اور اندھی گمراہی پر مبنی ہے۔ اس فرقے کے اسلاف سے ایسے اقوال مروی ہیں جن میں اسلامی عادات و فرائض کی توہین کی گئی ہے۔ اس طرح اس فرقہ نے موجودہ زمانے میں نماز کی توہین بھی شروع کر دی ہے، یہ لوگ نمازوں کو کسی قسم کی اہمیت نہیں دیتے خواہشات کے پیروکار ہیں ان میں لادین لوگوں کی عادات سرایت کر گئی ہیں جو اپنے رب کو سرے سے جانتے تک نہیں ہیں اس فرقہ یا ان کے نظریات

سے متاثرین شرعی قوانین کے نفاذ کو بھی اہمیت نہیں دیتے ۔طاغوت کے فیصلوں کا سہارا لیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے طاغوت کے انکار کا حکم دیا ہے ۔مرجئہ کا یہ فتنہ خوارج کے مقابلے پر تھا

خوارج کا عقیدہ یہ تھا کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے، یہ دونوں فرقے گمراہی بدعت اور غلط آثار واقوال کے لحاظ سے یکساں ہیں دونوں گمراہ ہیں کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ ان میں سے کسی بھی فرقے کی اتباع کرے۔ میں نے اپنی اس تحریر میں دونوں فرقوں کا بطلان ثابت کیا ہے اور ساتھ ہی اس مذہب حقہ کی بھی نشان دہی کی ہے جس کی اتباع ہر مسلمان پر لازم ہے ۔ہم مسلمانوں کو مذکورہ دونوں قسم کے فتنوں سے خبردار کرنا چاہتے ہیں اور ان فرقوں کے متبعین سے بھی جو اللہ رب العالمین کی مقرر کردہ حدود سے بھی تجاوز کر رہے ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴾(**الشعراء : 151–152**)

''اسراف کرنے والوں کی اطاعت مت کرو جو زمین میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں مگر اصلاح نہیں کرتے''۔

ہم مسلمانوں کو ان کمتر اور دین سے محروم لوگوں سے بھی خبردار کرنا چاہتے ہیں جو کہ صراط مستقیم سے معارض باطل اقوال کو اختیار کرتے ہیں۔

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

وَيَتَّخِذَهَا هُزُواً أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾(لقمان : 6)

,,کچھ لوگ ایسے ہیں جو کھیل کی باتیں خریدتے ہیں تا کہ بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کریں اللہ کے راستے سے اور اس کو مزاح بنائیں ان لوگوں کیلئے رسوائی کا عذاب ہے،، مسلمانوں کو دھوکہ دینے انہیں بڑی گمراہی میں مبتلا کرنے ان کے نو جوانوں کو ذہنی خلفشار میں مبتلا کرنے کا ذریعہ ہے گمراہ فرقوں کے اقوال و آراء کو شریعت کے نام سے پھیلانا اور انہیں اہل سنت کے مذہب کی طرف منسوب کرنا ان سے مسلمانوں کے اعمال برباد ہوتے ہیں اور آپس میں اختلافات بھی پیدا ہوتے ہیں لہٰذا روافض کے مقابلہ میں عقائد بنانے والوں کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیئے نہ ہی ان قدریہ کی طرف مائل ہونا چاہیئے جو جبریہ کے مقابل ہیں نہ ہی ان مرجئہ کی طرف جو خوارج کے مقابل ہیں۔اسی طرح کسی ایک فرقہ کے اقوال وافکار کی وجہ سے دوسرے مقابل فرقے کو گمراہ قرار دینا بھی صحیح نہیں ہے اس طرح کے کام وہ لوگ کرتے ہیں جن کے اعمال خسارے ونقصان والے ہوتے ہیں اسی لئے تو اللہ نے سورہ بقرہ میں منافقین کی حالت سے پردہ اٹھا کر ہمیں ان کا مکروہ چہرہ دکھلایا ہے جو اپنے غلط کاموں کو بھی صحیح قرار دیتے تھے۔کہتے تھے:﴿إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ﴾(البقرة: 11)۔,, ہم اصلاح پسند لوگ ہیں،،۔اللہ نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا:﴿أَلا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِن لَّا يَشْعُرُونَ ﴾(بقرہ : 11) ,, باخبر رہو کہ یہ لوگ فساد پھیلانے والے ہیں مگر انہیں شعور نہیں،،۔اور جب منافقین نے اللہ کے حکم پر عمل نہ کیا تو اللہ نے ان کی حالت بھی بیان کردی کہ: ﴿ثُمَّ جَآؤُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللّهِ إِنْ

أَرَدْنَـا إِلَّآ إِحْسَـانـاً وَتَوْفِيْقاً ﴾. (الـنساء : (62)),, ہم تو صرف بھلائی اورموافقت چاہتے تھے،،۔لہٰذا باطل اور گمراہ کن خواہشات کا رد کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور سلف صالحین رحمہم اللہ کے اقوال سے کرنا لازمی وضروری ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ مرجئہ کے مذہب کی تائید یا اسے اہل سنت میں شمار وہ لوگ کرتے ہیں جو فتنے میں مبتلا ہیں۔ا﴿أَلَا فِـي الـفِتْـنَةِ سَـقَطُوْا ﴾ (التوبة : 49) ,, سنو کہ یہ لوگ فتنے میں گرفتار ہو چکے ہیں،،۔اللہ جسے سعادت نصیب فرماتا ہے تو اسے اتنی صلاحیت عطا کر دیتا ہے کہ وہ ان باتوں سے عبرت حاصل کرتا ہے جن میں دیگر لوگ مبتلا ہوتے ہیں لہٰذا ایسا شخص ان لوگوں کے مسلک پر کاربند رہتا ہے جن کے مسلک کو اللہ کی تائید ونصرت حاصل ہوتی ہے ۔اور جن لوگوں کو اور جن کے مسلک کو اللہ نے رسوا کر دیا ہے ان سے اجتناب کرتا ہے۔ (الفتاویٰ:35/388)

فصل دوم

اسلام کے احکامات پرعمل اور ارتداد وفساد کے ذرائع سے اجتناب

میں خود کو اور تمام مسلمان بھائیوں کو یہ تاکید کرتا ہوں کہ اپنے ظاہر اور پوشیدہ تمام معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہیں اگر ایسا ہو تو اللہ کی نعمت ہے جسے مل جائے وہ اللہ کی ربوبیت، محمد ﷺ کی نبوت ورسالت اور اسلام کے دین ہونے پر راضی رہے اللہ کی حمد وستائش کرے اللہ کی پاکیزگی بیان کرے کہ اس نے اتنی بڑی نعمت سے نوازا ہے ایسی نعمت جس کے سامنے دنیا کی تمام نعمتیں ہیچ ہیں۔ اللہ کی دیگر بہت سی نعمتیں اس کے بندوں پر ہیں جن میں سے یہ بھی ہے کہ ہمیں مسلمان بنایا لہٰذا مسلمان ہونے کا تقاضا ہے کہ ہم اللہ کے احکامات کی پیروی کریں جو اوامر ونواہی ہیں ان کی اطاعت کریں اس کے اوامر میں سب سے بڑا امر ہے توحید پر کاربند رہنا اور عبادت صرف اور صرف اللہ کیلئے بجالانا خلوص دل کے ساتھ، اور عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق کرنا۔ اعمال میں اہم ترین عمل ہے پنج وقتہ نماز اور دیگر اسلامی ارکان واحکامات، اور ان اسباب وذرائع کا حصول جن سے اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ مسلمان پر اللہ کی منع کردہ اشیاء سے اجتناب کرنا بھی لازم ہے جن میں سب سے اہم نہی ہے شرک اور پھر شرک کی وجہ سے ہی جو بدعات، معاصی

وگمراہیاں آتی ہیں جو اللہ کے غضب وغصے کا سبب ہیں ان سے اجتناب ضروری ہے ۔مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک دوسرے کو ان باتوں کی نصیحت کرتے رہیں ایک دوسرے کو کتاب وسنت کو اپنانے کی تلقین کرتے رہیں ۔اور کتاب وسنت پر عمل پیرا رہنے کی کوشش کریں ۔شریعت کے احکام علماء سے معلوم کرتے رہیں تا کہ ہر عمل شرعی احکام کے مطابق ہو۔دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتے رہا کریں،امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو قائم رکھیں،تکالیف پر صبر کریں ۔مسلمانوں کی جماعت سے وابستہ رہیں، باہم اتحاد پیدا کریں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شفقت ونرمی سے پیش آتے رہیں ۔حق کیلئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں ان کے علاوہ دیگر اسلام کی طرف سے لاگو ہونے والی اپنی ذمہ داریاں نبھائیں اس لیے کہ ان ہی اعمال کی وجہ سے کامیابی وکامرانی ملے گی دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں انہی صفات کی بدولت حاصل ہوں گی ۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ وَاذْكُرُواْ نِعْمَتَ اللّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاء فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَاناً وَكُنتُمْ عَلَىَ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ **(آل عمران : 102–103)**

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔اللہ کی رسی کو مضبوطی سے

تھامے رہو آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اللہ کی نعمت یاد کرو جب تم دشمن تھے تو تمہارے دلوں میں (اللہ نے) الفت ڈال دی تم اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے، اور تم آگ کے کنارے پر تھے کہ اللہ نے تمہیں اس سے بچالیا اس طرح اللہ اپنی آیات بیان کرتا ہے تا کہ تم سیدھی راہ پاؤ''۔

مسلمان کو ہر وقت محتاط رہنا چاہئے کہ کہیں اس کے قدم اسلام پر جمنے کے بعد پھسل نہ جائیں اور دل میں ایمان اس طرح محکم ومضبوط ہو جیسا کہ جناب انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ہے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(ثلاث من كن فيه وجد بهن حلاوة الايمان من كان الله ورسوله احب اليه مما سواهما وأن يحب المرء لايحبه الا لله وأن يكره أن يعود فى الكفر بعد أن أنقذه الله منه كما يكره أن يقذف فى النار)

,,تین صفات ہیں جس شخص میں پائی جائیں وہ ایمان کی مٹھاس پالے گا:

1- اللہ اور اسکے رسول کی محبت تمام دیگر کی محبت سے زیادہ ہو۔

2- کسی سے محبت صرف اللہ کیلئے کرتا ہو۔

3- کفر سے جب اللہ نے نجات دیدی تو دوبارہ اس میں جانا اتنا ناپسند کرتا ہو جتنا آگ میں کودنا ناپسند ہے ،،۔

لہٰذا بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ فتنوں کے اسباب وذرائع سے خود کو بچانا

چاہیئے۔دل کی کجی،احکام اسلام سے انحراف،دین سے بے رغبتی وغیرہ فتنوں سے محفوظ رہنا ضروری ہے اور سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر دیا جائے۔ان کی اجتماعیت کو ختم کر دیا جائے،گمراہ کن افکار ونظریات پھیلانے کی کوشش کی جائے۔حق کے بجائے باطل کی طرف متوجہ ہوا جائے۔اسلامی اخلاق سے روگردانی کی جائے۔دیگر ایسے امور کو اختیار کیا جائے جو مسلمانوں کے ضعف کا سبب بنیں،یا اسلام کو کسی قسم کا نقصان پہنچائیں۔مسلمان کو چاہیئے کے اللہ کے اس فرمان کو ہر وقت مد نظر رکھے:

﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَراً وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَداً بَعِيداً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّهُ نَفْسَهُ وَاللّهُ رَؤُوفُ بِالْعِبَادِ﴾ (آل عمران :30)

''اس دن کو یاد کرو جب ہر شخص اپنی کی ہوئی نیکیوں کو اپنے سامنے پائے گا،اور اپنے کیئے ہوئے گناہوں کو بھی چاہے گا کہ کاش ان بداعمالیوں اور اسکے درمیان بہت ہی دوری ہوتی اور اللہ تمہیں اپنے ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے''۔

ہمیں اس کا احسان ماننا چاہیئے اس کی تعریف کرنی چاہیئے کہ اس نے ہمیں اسلام جیسی نعمت عطا کی ہے جو کہ تمام بھلائیوں کی بنیاد ہے۔اور ہمیں وہ عمل کرنے کی توفیق دیدے جو اس کو پسند ہو اور جس سے وہ راضی ہو۔آمین یارب العالمین۔

فصل سوم

ایمان کی حقیقت

ایمان دین ہے ۔اور دین نام ہے دلی اعتقاد ۔زبانی اقرار اور جسمانی طور پر عمل کا۔اطاعت سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔معصیت سے اس میں کمی واقع ہوتی ہے ۔امت کا اجماع اس پر منقول ہے اور اس اجماع کی بنیاد کتاب وسنت پر ہے ۔صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین وتابعین رحمہم اللہ اجمعین کا اجماع بھی ایمان کی اسی تعریف پر ہے ۔ایمان کی بحث اور اس پر تفصیلی گفتگو کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح مسلم ,,کتاب الایمان ،، سے شروع کی ہے اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی کتاب الایمان کو اپنی صحیح کی ابتداء میں جگہ دی ہے ۔باب ثانی باب وحی کے بعد ایمان کا باب ہے ۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ایمان کی بنیاد وحی پر ہے ۔بعض ائمہ محدثین نے ایمان پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ، طحاوی رحمہ اللہ، ابن مندہ رحمہ اللہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں ۔اسی طرح مروزی نے ایمان کی حقیقت اجاگر

کرنے کیلئے کتاب تعظیم شان الصلاۃ تصنیف کی ہے ۔ایمان ہی کی فضیلت واہمیت واضح کرنے کیلئے ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ اپنی کتاب جو عقائد کے بحث میں ہے اس کا نام ,,مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین ،، لکھی ہے اس طرح نام رکھنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ بے نمازی کی رائے کو نہ اجماع میں اہمیت ہے نہ اختلاف میں ۔ان تمام ائمہ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عمل کو ایمان کا جزء سمجھتے ہیں ۔اس بارے میں اگر کوئی شخص اختلاف کرتا ہے تو یہ اختلاف بدعت وگمراہی پر مبنی ہوگا اور نصوص شرعیہ اور اجماع امت کے خلاف ہوگا ۔لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ ان لوگوں کی باتوں سے دھوکہ نہ کھائے جو ایمان کے ان حقائق میں کمی کرتے ہیں اس لیے کہ ان کا قول جھمیہ اور مرجئہ کے عقائد وخیالات پر مبنی ہے یہ دونوں فرقے عمل کو ایمان کا جزء نہیں سمجھتے اس طرح کا عقیدہ کتاب اللہ کی محکم آیات واحکام سے اعراض ہے ۔قرآن میں تقریبا **60** مقامات پر ہماری بات کی تائید میں آیات موجود ہیں مثال کیلئے ہم ایک آیت پیش کر دیتے ہیں ۔

﴿وَنُودُوا أَن تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (اعراف:**43**)

''ان (جنتیوں کو) آواز دی جائے گی کہ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث بنایا گیا تمہارے اعمال کی وجہ سے'' ۔

اس طرح کے دلائل سنت سے بھی کافی تعداد میں مل جائیں گے لہٰذا جو لوگ عمل کو

ایمان کا جزء نہیں مانتے وہ قرآن کی ایسی محکم آیات ،سنت رسول ﷺ اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے مخالف ہیں۔

مسلمان کو چاہیئے کہ غلو سے خود کو محفوظ رکھے ورنہ غیر شعوری طور پر خوارج کے مذہب میں جا پہنچے گا جو ہمارے دور میں بعض لوگ اختیار کر چکے ہیں ،اسی طرح مسلمان کو اس سے بھی بچنا چاہیئے کہ کہیں وہ اہلسنت والجماعت کے عقائد کے مسائل میں سے کسی مسئلہ میں رد یا قبول یا کمی بیشی کے بارے میں سوچے یا کوشش کرے یا ایسا کرنا جائز سمجھے ۔ایسا کرنے سے اس لئے اجتناب کرے کہ یہ خواہشات کی اتباع کرنے والوں کی عادت ہے یا وہ لوگ ایسا کرتے ہیں جو کسی دنیاوی مقصد کا حصول چاہتے ہیں اہلسنت والجماعت کے عقائد اور خصوصًا یہ عقیدہ کہ ایمان ۔قول ۔تصدیق اور عمل کا مرکب ہے یہ ایسا حق ہے کہ جس پر اجماع ہو چکا ہے لہٰذا مسلمان کو محتاط رہنا چاہیئے کہ کہیں ،مرجئہ ،جہمیہ ،خوارج وغیرہ کے عقائد اختیار کر کے فتنے میں مبتلا نہ ہو جائے۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں اسلام وسنت پر قائم وثابت قدم رکھے۔آمین۔

فصل چہارم

ایمان کی حقیقت اور مسئلہ تکفیر میں کون لوگ گمراہ ہیں اور ان کی گمراہی کیا ہے؟

ایمان کی حقیقت اور لوگوں کو کافر قرار دینے کا مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں بہت زیادہ بحث ومباحثہ ہو رہا ہے بہت سے لوگ اس بحث میں مصروف ہیں اور بہت گہرائی تک جاتے ہیں ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں کہ جن سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ یہ باتیں مسلمانوں میں مزید گمراہی اور باطل مذہب پیدا ہونے کا سبب بن رہی ہیں مسلمان ان باتوں اور بحث ومباحثے سے دو قسم کی گمراہی کا شکار ہو رہے ہیں دو باطل مذہب پروان چڑھ رہے ہیں

1- اللہ کی طرف سے عذاب اور وعید کی جو آیات ہیں ان میں افراط وغلو کرنا یہ خوارج کا مذہب ہے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان کی حقیقت بیان کرنے میں گمراہی کا شکار ہوئے کہ انہوں نے ایمان کو اس طرح کی ایک شئی واحد بنا دیا کہ اگر اس کا کچھ حصہ ختم ہو جائے تو سارا کا سارا ہی ختم ہو جاتا ہے لہٰذا اس عقیدے اور مذہب نے ایک گمراہی کو رواج دیا اور وہ ہے مرتکب کبیرہ کو کافر قرار دینا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امت میں اختلاف وافتراق پیدا ہوا مسلمان کی

عزت اور اللہ کے دین کی حرمت کا پامال کیا جانے لگا۔

2- اللہ نے جنت اور نعمتوں کا جو وعدہ کیا ہے اس میں تفریط اور کمی وعید کے دلائل کو یکسر نظر انداز کرنا جیسا کہ فرقہ مرجئہ نے کیا وہ بھی ایمان کی حقیقت کے بارے میں گمراہی کا شکار ہوئے انہوں نے ایمان کو ایک ہی چیز قرار دیا جس میں برتری وکمتری کی کوئی گنجائش نہیں ان کے ہاں سارے ایمان والے برابر ہیں اس لئے کہ ان کے عقیدے کے مطابق ایمان صرف دل کی تصدیق کا نام ہے اس میں اعضاءِ بدن کے اعمال کا کوئی دخل نہیں ہے۔اسی طرح انہوں نے کفر دلی تکذیب کو قرار دیا ہے جب کہ تکذیب کا کچھ حصہ دل میں آجائے تو مکمل تکذیب ہی شمار ہوگی۔مرجئہ کے اس عقیدے سے یہ گمراہی پیدا ہوئی کہ کفر صرف اور صرف تکذیب وانکار کا نام ہے جسے ''کفر الاستحلال'' کہا جاتا ہے ان کے اس طرح کے عقائد سے جو نقصانات ہوئے کہ لوگ واجبات کی ادائیگی سے بے پرواہ ہوئے ،محرمات میں مبتلا ہوگئے ہر فاسق ورہزن کو ہر قسم کی برائیوں اور گناہوں کی جسارت ہوئی اور ایسے ایسے اعمال قبیحہ میں مبتلا ہوگئے کہ جو دین سے خارج کرنے والے ہیں۔جو اسلام کی حرمت کو پامال کرنے والے ہیں اس نظرے اور عقیدے سے یہ بھی نقصان ہوتا ہے کہ کافروں کو بھی کافر نہیں کہہ سکیں گے اس لیے کہ وہ دلی طور پر تو رسول ﷺ کی نبوت کے اقراری تھے (جبکہ مرجئہ صرف دلی تکذیب کو ہی کفر کہتے ہیں)اور ظاہری طور پر نبی ﷺ کا انکار کرتے

تھے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ کا خطاب نبی ﷺ کو بایں الفاظ میں موجود ہے: ﴿فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ﴾ **(انعام: 33)** ,, (اے محمد ﷺ) یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ اللہ کی آیات کا انکار کررہے ہیں،،۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کے بارے میں فرمایا: ﴿وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا﴾ **(النمل: 14)** ,, انہوں نے اس (شریعت) کا انکار کیا ظلم وتکبر کی بنا پر حالانکہ ان کے دلوں نے اس کا یقین کرلیا تھا،،۔

امام زہری رحمہ اللہ اسی بنا پر فرماتے ہیں: **«ما ابتدعت فی الاسلام بدعة هی اضر علی اهله من هذه یعنی الارجاء» (رواه ابن بطة فی الابانة)**
''اسلام کیلئے ارجاء (عقیدہ مرجئہ) سے بڑھ کر نقصان دہ کوئی اور بدعت نہیں ہے''۔

یہ دونوں باطل مذہب ہیں جنہوں نے اعتقاد میں گمراہی، بندوں میں ظلم پیدا کیا اور آبادیوں کو ویران کردیا فتنوں کو جنم دیا، اسلامی کاز کو کمزور کیا، اسلام کی حرمات وبدیہات کو پامال کیا، اس طرح دیگر بہت سی خرابیاں ان دونوں مذہبوں کی وجہ سے وجود میں آئیں اور یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ انہیں سمجھا نہیں گیا یا دلائل سے غلط مطالب لیے گئے، علماء کے اقوال وآراء کو اہمیت نہیں دی گئی، متشابہ اقوال کو اپنایا گیا اس کے برعکس مسلمانوں کی متفقہ جماعت اہل سنت وجماعت (جماعت المسلمین) کو اللہ نے سیدھے راہ کی ہدایت دی اس

جماعت نے خالص اسلام کو اپنی اصلی صورت میں اپنایا، اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہیں کی ۔قول حق، مذہب عدل اور عقیدہ اعتدال کو اپنایا، افراط وتفریط دونوں سے گریز کیا صرف اس قول وعمل وعقیدہ کو اختیار کیا جس پر قرآن وسنت کے دلائل موجود ہیں اور سلف صالحین صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین وتابعین رحمہم اللہ اجمعین اور ان کے صحیح جانشین آج تک جس راہ پر گامزن ہیں ۔علمائے اسلام نے کتب عقائد میں جس کو بیان کیا ہے، شریعت مطہرہ کی فقہ کی کتب میں حکم المرتد کے تحت علماء نے لکھا ہے کہ ایمان زبان کے اقرار، دل کے اعتقاد اور اعضاء کے عمل کا نام ہے اور یہ ایمان اطاعت سے بڑھتا ہے معصیت سے گھٹتا ہے مگر معصیت سے بالکلی ختم نہیں ہوتا ۔اس طرح ان علماء نے وعدہ اور وعید کے دلائل میں مطابقت پیدا کی ہے ہر آیت کو اس کے صحیح مقام پر رکھا ہے اس کا صحیح مقام واضح کیا ہے اس طرح ان کتب میں یہ بھی لکھا ہے کہ کفر اعتقاد، قول وعمل، شک، ترک سے لازم آتا ہے کفر صرف دلی تکذیب میں منحصر نہیں ہے جس طرح کہ مرجئہ کا عقیدہ ہے ۔اور نہ ہی ایمان کے کچھ حصہ کے زوال سے پورا ایمان زائل وختم ہوتا ہے جیسا خوارج کا عقیدہ ہے ۔

فصل پنجم

مسئلہ تکفیر کے اصول وقواعد؟

مذکورہ دونوں مذہب (مرجئہ، خوارج) جو کہ مذہب اہل سنت کے مخالف ہیں مگر بعض اہل سنت ان فرقوں کی طرف چلے جاتے ہیں اس لئے کہ اکثر لوگوں کو تکفیر کے بارے میں شرعی مسئلہ معلوم نہیں ہوتا اس بنا پر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مسئلہ تکفیر کی وضاحت کردیں تاکہ حق اپنے دلائل وبراہین کے ساتھ نکھر کر سامنے آجائے اور باطل مذاہب گمراہ کن افکار کی نشان دہی ہوجائے یہ مسئلہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے اس لیے کہ اسلام کی حرمت کو اس سے خطرات لاحق ہیں مسلمانوں کی دینی حرمت بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔لہٰذا ہم اس کی وضاحت کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ:

1-کسی کو کافر قرار دینا یہ خالص شرعی مسئلہ ہے اس میں کسی کو رائے دینے کی اجازت نہیں اس لیے کہ یہ شرعی مسئلہ ہے عقلی نہیں اس لیے اس مسئلہ پر گفتگو کرنے کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے بندوں میں سے کسی کو حق نہیں کہ وہ اس مسئلہ پر اپنی رائے سے فیصلہ کرے لہٰذا کافر وہ کہلائے گا جسے اللہ اور رسول ﷺ نے کافر قرار دیا ہو اسی طرح کسی کو فاسق یا کسی کو صحیح مسلمان اور دنیاوی واخروی سعادت کا مستحق قرار دینا بھی صرف اللہ اور رسول ﷺ کا کام ہے یہ ایسے مسئلے ہیں جن میں رائے

کو دخل نہیں ان میں صرف اللہ ورسول ﷺ کا حکم ہی فیصلہ کن ہوتا ہے کتب عقائد میں مسائل اسماء واحکام کے عنوان سے اس مسئلہ پر بحث موجود ہے۔

2-کفر وارتداد کا حکم لگانے کی کچھ وجوہات واسباب ہیں جو کہ ایمان واسلام کے منافی ہیں ان اسباب کا تعلق عقائد سے بھی ہے قول، عمل شک یا ترک بھی اسباب میں شامل ہیں، شک اور ترک اس چیز میں جس کا ثبوت واضح دلیل شرعی سے ہو چکا ہو کتاب وسنت اور اجماع کے دلائل میں وہ مسئلہ ثابت ہو اور پھر اس میں شک کیا جائے یا اسے ترک کیا جائے تو یہ اسلام وایمان کے منافی ہے اور کفر وارتداد کا سبب ہے۔ایسے واضح طور پر ثابت شدہ مسئلہ کے ترک کیلئے ضعیف سند والی روایت یا کسی کا قول کافی نہیں ہوگا جب تک کہ صحیح صریح دلیل کتاب وسنت سے مہیا نہ ہو، کتب عقائد میں علماء نے ان مسائل کی مکمل وضاحت تفصیل سے کر دی ہے اور کتب فقہ میں بھی باب حکم المرتد کے ضمن میں علماء نے یہ مسئلہ صراحت سے بیان کیا ہے۔علماء نے اس مسئلہ پر مکمل وبھر پور توجہ دی ہے اس لیے کہ اس کی وضاحت سے کافروں کا طریقہ اور راستہ معلوم ہو جاتا ہے ۔﴿وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ﴾ **(انعام : 55)** ,, اس طرح ہم آیات تفصیل سے بیان کرتے ہیں تا کہ مجرموں کا راستہ واضح ہو کر سامنے آجائے،،۔

مجرمین کا راستہ اس لئے واضح کرنا ضروری ہے تا کہ مسلمان خود کو اس سے

محفوظ رکھ سکیں اور لاعلمی میں اس راستے پر نہ چلے جائیں اس طرح کفر اور اسلام علیحدہ علیحدہ واضح صورت میں سامنے آجائیں صحیح اور غلط راستہ کی نشان دہی ہو سکے اس طرح مسلمان اللہ کے دین پر علی وجہ البصیرۃ عمل کر سکیں گے اس لئے کہ مسلمانوں یا کافروں کے طور وطریقوں سے جتنی ناواقفیت ہوگی اتنا ہی انسان التباس واختلاط میں مبتلا ہوگا وہ دونوں طریقوں میں صحیح طرح فرق نہیں کر سکے گا۔

کفر وارتداد کے حکم کیلئے جس طرح اسباب اور وجوہات ہیں اس طرح شروط اور موانع بھی ہیں۔

شروط میں سے یہ ہے کہ پہلے اس آدمی پر ایسی حجت قائم کی جائے کہ اس کے ذہن کے شبہات دور ہو جائیں۔

اور موانع میں سے یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ان دلائل سے انکار یا ان کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ موجود ہو مثلاً تاویل یا لاعلمی یا غلطی وخطاء ،یا مجبوری (اکراہ) اگر ان موانع یعنی رکاوٹوں میں سے کوئی رکاوٹ ہو تو کفر اور ارتداد میں سے کوئی حکم اس پر نہیں لگایا جائے گا۔

3-تکفیر مطلق اور تکفیر معین میں فرق بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

تکفیر مطلق: کا مطلب یہ ہے کہ نواقض اسلام کے منافی اعتقاد،قول،عمل ،شک،ترک جب کفر قرار پائے (شروط موجود ہوں موانع نہ ہوں) تو ان

میں سے کسی ایک کا بھی ارتکاب کرنے والا کافر قرار پائے گا یعنی ہم یوں کہیں گے کہ یہ عمل ،عقیدہ ،قول کفر ہے اس کا مرتکب کافر ہے البتہ کسی کو متعین کر کے نہیں کہیں گے کہ فلاں شخص کافر ہے۔

تکفیر معین: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص کفریہ عقیدہ ،عمل ،قول اختیار کر لے۔شروط موجود ہوں موانع نہ ہوں تو ایسے شخص پر کفر وارتداد کا حکم لگایا جائے گا۔اس سے توبہ کرائی جائے گی اور اگر توبہ نہیں کرتا تو قتل کیا جائے گا یہ شرعی حکم ہے۔

4- ہر وہ شخص جو اہل سنت و جماعت کا مخالف ہے اسے کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ اس کی مخالفت دیکھ کر فتویٰ وحکم لگایا جائے گا کہ اس کی مخالفت کفر کے زمرے میں آتی ہے یا بدعت۔یا فسق ومعصیت کا مستحق بناتی ہے اس حساب سے اس پر حکم لگایا جائے گا۔اہلسنت والجماعت کا یہ طریقہ ہے کہ ہر مخالفت کرنے والوں کو کافر نہ کہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہلسنت میں ،علم ،ایمان ،عدل ،مخلوق پر شفقت جیسی صفات بدرجہ اتم موجود ہیں اس کے برعکس وہ لوگ صرف خواہشات کے پیرو ہیں جو اپنے ہر مخالف کو کافر قرار دیتے ہیں۔

5- جس طرح ایمان کی متعدد شاخیں ہیں مختلف درجات ہیں سب سے بلند درجہ ومرتبہ لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے نچلا درجہ راستہ سے تکلیف دہ اشیاء کو ہٹانا ہے حیاء بھی ایمان کا حصہ ہے۔اسی طرح ایمان کے مقابلہ میں جو کفر ہے اس کی

بھی کئی شاخیں ہیں اور مراتب ہیں ان میں سے بدترین وہ کفر ہے جو دین سے خارج کر دینے والا ہے جیسا کہ اللہ کا انکار اور نبی ﷺ کے لائے ہوئے دین کی تکذیب ،اور پھر دیگر درجات ہیں کچھ معاصی کے کام ایسے ہیں جنہیں کفر کہا جاتا ہے، اس لیے علماء نے کتاب اللہ کی تفسیر میں اور محدثین نے احادیث کی شروحات میں بہت سی مثالیں پیش کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث میں لفظ ''کفر'' متعدہ طرق سے مستعمل ہے مثلاً ایک کفر وہ ہے جو انسان کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے پھر اس کفر سے کمتر درجے کا کفر ہے۔نعمت کی ناشکری کو بھی کفران نعمت کہتے ہیں وہ بھی ایک قسم کا کفر ہے مگر خارج عن الاسلام نہیں ہے۔اسی طرح لغوی لحاظ سے کفر کا معنی انکار، براءت،اور چھپانا بھی ہے ان معنوں میں بھی لفظ کفر استعمال ہوتا ہے۔مگر یہ لازمی نہیں ہے کہ ان اقسام میں سے سے اگر کوئی قسم کسی شخص میں پائی جائے تو وہ مطلق کافر ہوجائے گا اور دین اسلام سے خارج ہوجائے گا،البتہ اگر اس سے حقیقی کفر سرزد ہوتا ہے جو ایمان واسلام کا نقیض ہے چاہے اعتقادی ہو،قولی ہو یا عملی تو تب وہ شخص کافر شمار ہوگا۔جس طرح کہ ایمان کا ایک جزء کسی میں پایا جائے تو وہ مکمل اور حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا جب تک کہ حقیقی ایمان کی تمام شرائط اس میں نہ پائی جائیں۔

لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم تمام نصوص ودلائل کو اپنے اپنے صحیح مقام پر رکھیں اوران نصوص کی وہی تفسیر کریں جو مقصود ہو اور علمائے راسخین سے منقول ہو اس

لئے کہ مسئلہ تکفیر میں اکثر غلطیاں غلط تفسیر کی وجہ سے ہوتی ہیں بنابریں ہر وہ شخص جو اپنی اور دیگر مسلمانوں کی خیر خواہی و بھلائی کا جذبہ دل میں رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اس مسئلہ (تکفیر) کی نزاکت کو محسوس کرے اس کی تمام جزئیات سے واقفیت حاصل کرے اور اس خالص علمی مسئلہ میں بلا سوچے سمجھے یا ناقص معلومات کی بنا پر فتویٰ وحکم صادر نہ کرے بلکہ اس کے بارے میں بحث یا فتویٰ یا حکم علماء راسخین پر چھوڑ دے کہ وہ علم کی روشنی میں صحیح فیصلہ کریں۔

6-کسی کو کافر قرار دینے ،کفر کا فتویٰ لگانے کا عام مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی یا انفرادی اختیار نہیں بلکہ یہ کام علماء راسخین کا ہے وہ علماء جن کی علمیت مسلمہ ہو جو شریعت کے علوم پر مکمل دسترس رکھتے ہوں ،ان کی علمیت اور علمی فضیلت مقام ومرتبے کا ایک زمانہ معترف ہو اس لئے کہ ایسے ہی علماء ہیں جن کو اللہ کی طرف سے تبلیغ دین کی ذمہ داری دی جاچکی ہے۔انہی کا فریضہ ہے کہ وہ لوگوں کے مشکل مسائل کا حل پیش کریں۔﴿وَإِذَ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ﴾ (آل عمران : **187**) ,,جب اللہ نے ان لوگوں سے پختہ وعدہ لیا جنہیں کتاب دی گئی ہے کہ تم اس (کتاب کے علم) کو بیان کروگے چھپاؤ گے نہیں،،۔اللہ کی طرف سے عطا کردہ علم کو چھپانا کتنا قابل مذمت ہے اس بارے میں ارشاد ہے:﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَـٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ

وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴾. (البقرہ: (159) ,, جولوگ چھپاتے ہیں وہ دلائل اور ہدایت جو ہم نے نازل کی ہے جبکہ ہم نے وہ لوگوں کے لیے کتاب میں بیان کی ہیں ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے،، ۔ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ ﴾. (النحل : 43) ,, جاننے والوں سے پوچھو اگر تمہیں معلوم نہیں،، ۔ان آیات سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ نے علماء سے بیان کرنے کا عہد پہلے لیا اور لاعلم لوگوں کو علماء سے سوال کرنے کا حکم بعد میں دیا ہے۔

7-کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی سے سختی اور تاکید کے ساتھ منع کیا گیا ہے جب بدگمانی سے بچنے کی اتنی تاکید ہے تو کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا یا کسی مسلمان کو مرتد قرار دینا اور وہ بھی کتاب وسنت کی کسی دلیل کے بغیر یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے ؟اس بارے میں تو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے ،یہی وجہ ہے کہ کتاب وسنت میں واضح نصوص کے ذریعے احتیاط کرنے کا حکم ہے اور مسلمان کو کافر قرار دینے سے منع کیا گیا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ فَتَبَيَّنُواْ وَلاَ تَقُولُواْ لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلاَمَ لَسْتَ مُؤْمِناً تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِندَ اللّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَلِكَ كُنتُم مِّن قَبْلُ فَمَنَّ اللّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُواْ إِنَّ اللّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴾. (النساء: 94)

,, اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں چلو تو تحقیق کرو اور مت کہو اس شخص

کو جو تمہیں سلام کہے کہ تو مومن نہیں ہے تم دنیاوی اسباب تلاش کرتے ہو تو اللہ کے پاس بہت غنیمتیں ہیں اسی طرح تم بھی پہلے تھے اللہ نے تم پر فضل کیا لہٰذا تحقیق کیا کرو اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے،،۔اسی طرح اللہ کے اس قول سے بھی مسلمانوں کو دیگر تکالیف وایذائیں دینے کے ساتھ ساتھ کفر وارتداد کا فتویٰ وحکم لگانے کی تکلیف سے بھی ممانعت ثابت ہوتی ہے:﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَاناً وَإِثْماً مُّبِيناً ﴾ **(احزاب :58)** ,, جو لوگ مومن مردوں مومن عورتوں کو ایذا دیتے ہیں بنا اس کے انہوں نے کیا تو ان لوگوں نے بہتان اور گناہ باندھا،،۔

قرآنی آیات کے علاوہ نبی ﷺ کی احادیث مبارکہ بھی تواتر کے ساتھ ناحق کسی مسلمان کو کافر قرار دینے سے منع کرتی ہیں مثلاً:

1-ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے:(**لایرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذلک**)(متفق علیہ),,کوئی کسی شخص کو فاسق نہ کہے ورنہ یہ حکم اس پر ہی لوٹ آتا ہے اگر وہ شخص فاسق نہ ہو جسے کہا گیا ہے،،۔

2-ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:(**أیما رجل قال لأخیه یا کافر ، فقد باء بها احد هما**)(متفق علیہ),,اگر کسی

شخص نے کسی دوسرے کو کافر کہہ کر مخاطب کیا تو دونوں میں سے کسی ایک پر لگ جاتا ہے،،۔

3- ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: (**ومن دعا رجلاً بالكفر أو قال عدو الله وليس كذلك إلا حاد عليه**) (متفق علیہ) ,,جس نے کسی شخص کو کافر یا اللہ کا دشمن کہا اور وہ شخص ایسا نہیں تو یہ حکم اس پر لوٹ آتا ہے،،۔

4- ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (**ومن رمى مؤمنا بكفر فهو كقتله**) (بخاری) ,,جس نے کسی مومن پر کفر کا حکم، الزام، بہتان لگایا تو یہ ایسا ہے جیسے اسے قتل کر دیا ہو،،۔

یہ احادیث اور ان جیسے دیگر نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے کی شدید وعید ہے اس لیے کہ جب کوئی شخص کافر نہیں ہے اور اسے ناحق کافر کہا جائے تو یہ اس کے ایمان میں عیب نکالنا اور اس کے ایمان کو مطعون کرنا لہٰذا کسی پر کفر کا فتویٰ لگانے کیلئے ضروری ہے کہ کوئی شرعی دلیل ہو اس لیے کہ کفر کا حکم لگانا خالص شرعی حکم ہے اور شرعی حکم دلیل کے بغیر نہیں لگایا جا سکتا نہ ہی یہ اپنی خواہش یا رائے کی بنا پر لگایا جا سکتا ہے۔ ان آیات واحادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں داخل ہونے والوں کی عزت، احترام کا کتنا تحفظ کیا گیا ہے ان کے دین واعتقاد کا کتنا خیال رکھا گیا ہے۔ ان تمام سابقہ دلائل کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ احتیاط کریں اور ایسے پرخطر مسئلے میں دخل اندازی

سے گریز کریں کسی بھی جگی کسی بھی مجلس ومحفل میں یا تحریر وتقریر میں شرعی دلائل، علمی قواعد اور دلائل قطعیہ کے بغیر ایسا کوئی حکم کوئی فتویٰ نہ لگائیں اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ مسلمانوں کے طریقے پر چلنے والا نہیں ہے۔ گناہ گار ہے اسے ایسے فتویٰ کا اجر نہیں بلکہ گناہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَـئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولاً ﴾ **(اسراء : 36)**

"جس بات کا علم نہ ہو اس کے پیچھے مت لگو بے شک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک کے بارے میں سوال کیا جائے گا"۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے

﴿ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَن تُشْرِكُواْ بِاللّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَاناً وَأَن تَقُولُواْ عَلَى اللّهِ مَا لاَ تَعْلَمُونَ ﴾ **(اعراف:33)**

"(اے محمد ﷺ) کہہ دیجئے میرے رب نے حرام کی ہے صرف بے حیائی جو کھلی ہو یا چھپی اور گناہ، ناحق زیادتی اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ شریک کرو جس کی اللہ نے دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ کہو اللہ کے بارے میں وہ جو تم نہیں جانتے"۔

جب کوئی مسلمان ان ادلہ ونصوص کو مانتا ہے ان پر عمل کرتا ہے تو وہ دنیا میں گناہوں سے اور آخرت میں عذاب سے محفوظ رہتا ہے اس طرح مسلمان معاشرہ بھی حق گریز امور سے پاک رہتا ہے جہالت اور خواہشات کی پیروی سے اجتناب کر کے مذکورہ تمام خرابیوں

سے پاک رہتا ہے اس فصل میں مذکور دلائل سے خوارج کے مذہب ان کے غلو وافراط کی تردید ونفی ہو جاتی ہے۔

فصل ششم

کافروں کی قسمیں اوران کے کفر کی اقسام؟

جس طرح کسی مسلمان کو کافر کہنا ممنوع ہے اسی طرح کسی ایسے شخص کو جسے اللہ نے کافر قرار دیا ہے کافر نہ کہنا بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس میں اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی تکذیب ہوتی ہے۔

کفار کی دو قسمیں ہیں:

1- خالص اور اصلی کافر اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس نبی کریم ﷺ کو اللہ نے بھیجا مگر وہ آپ ﷺ پر ایمان نہیں لائے اور اسلام میں داخل ہی نہیں ہوئے جیسے یہود، نصاریٰ، دھری، بت پرست وغیرہ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قَاتِلُواْ الَّذِيْنَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الآخِرِ وَلاَ يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّهُ وَرَسُولُهُ وَلاَ يَدِيْنُونَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوتُواْ الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُواْ الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُون ﴾ (التوبہ : **29**)

,, لڑو ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر نہ آخرت پر نہ حرام جانتے ہیں اس کو جسے اللہ اوراس کے رسول ﷺ نے حرام کیا ہے اور نہ قبول کرتے ہیں سچا دین ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ

سے ذلیل ہوکر،،۔وہ لوگ بھی خالص کافر ہیں جن کے بارے میں اللہ کا یہ فرمان ہے:﴿لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُواْ إِنَّ اللّهَ ثَالِثُ ثَلاَثَةٍ﴾(المائدہ :73)

,, تحقیق کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے،،۔وہ لوگ بھی ان میں شامل ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُواْ بَيْنَ اللّهِ وَرُسُلِهِ وَيقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُواْ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلاً أُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقّاً وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَاباً مُّهِيناً﴾(النساء :150–151) ,, جولوگ اللہ اوراس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ اوراس کے رسولوں میں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ کوئی درمیانی راہ نکالیں یہی لوگ حقیقت میں کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کیا ہے یہ لوگ دراصل اصلی وحقیقی کافر ہیں،،۔

ایسے لوگوں پر کفر کا حکم ہر صورت میں لگے گا چاہے کسی پر انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی ،زندہ ہوں ،یا مرگئے ہوں ۔اس لیے کہ ان کے کفر پر کتاب وسنت میں دلائل کافی تعداد میں موجود ہیں ۔یہی لوگ ہیں جن سے قتال کرنا مسلمانوں پر لازم ہے جب بھی جہاں بھی موقع ملے اور جتنی استطاعت ہو جنگ اس وقت تک رہے گی جب تک یہ اسلام میں داخل نہ ہو جائیں یا جزیہ دیں۔

2- دوسری قسم کے وہ کافر ہیں کہ جو پہلے تو مسلمان تھے مگر پھر اسلام کے منافی امور میں سے کسی کا ارتکاب کر کے مرتد ہو گئے ایسے کافروں کی جو مثالیں قرآن میں موجود ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

□ **کفر تکذیب:** ﴿وَالَّذِينَ كَذَّبُواْ بِآيَاتِنَا وَلِقَاء الآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلاَّ مَا كَانُواْ يَعْمَلُون﴾ (**اعراف: 147**) ,, جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور آخرت کی ملاقات کی۔ان کے اعمال برباد ہو گئے ان کو وہی بدلہ ملے گا جو یہ عمل کرتے تھے،،۔

□ **اللہ اور رسول ﷺ اور دین کے ساتھ مذاق کرنے والے:** ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُون لاَ تَعْتَذِرُواْ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِن نَّعْفُ عَن طَآئِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُواْ مُجْرِمِين﴾ (**التوبة :65-66**) ,, اگر آپ (ﷺ) ان سے پوچھیں تو وہ کہیں گے ہم تو بات چیت کرتے تھے اور دل لگی تو کہدے کیا اللہ اور اس کے حکموں اور اس کے رسول سے تم مذاق کرتے تھے؟ بہانے مت بناؤ تم کافر ہو گئے اظہار ایمان کے بعد، اگر ہم معاف کر دیں گے تم میں سے بعضوں کو تو البتہ عذاب بھی دیں گے بعضوں کو اس سبب سے کہ وہ گناہ گار تھے،،۔

3- جو لوگ اللہ، رسول اور دین کو گالیاں دیں: گالیاں اور برا بھلا کہنا اس

تعظیم کے منافی ہے جو اللہ، رسول اور دین کی ہونی چاہئے اور مسلمان پر واجب ہے

:﴿ذَلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ﴾

.(الحج: 32)،، مذکورہ بالا باتیں لائق اہمیت ہیں اور جو کوئی اللہ کے شعائر (نشانیوں) کی تعظیم کرتا ہے، تو یہ کام دلوں کی پرہیز گاری کی دلیل ہے،،۔

4-انکار۔تکبر۔اللہ کی اطاعت سے روگردانی: جیسا کہ ابلیس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ﴾ .(البقرہ: 34)،، اس نے انکار یا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔اس طرح کا کفر اکثر رسولوں کے دشمن کیا کرتے تھے،،۔

5-اللہ کے دین سے اعراض کرنا:﴿ وَالَّذِينَ كَفَرُوا عَمَّا أُنذِرُوا مُعْرِضُونَ ﴾.(احقاف: 3)،، اور جن لوگوں نے اس روز قیامت کا انکار کر دیا ہے جس سے وہ ڈرائے گئے ہیں، انہوں نے قبول حق سے منہ موڑ لیا،،

6-زبان سے کفر:﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُون لاَ تَعْتَذِرُواْ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ﴾.(توبة : 65-66)،، اگر آپ ان سے پوچھیں تو یہ کہیں گے ہم تو بات چیت کرتے تھے اور مذاق کرتے تھے کہہ دیجئے کیا اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کرتے ہو، بہانے مت بناؤ تم ایمان کے بعد کفر کر چکے ہو،،۔دوسری جگہ ارشاد ہے:﴿ وَلَقَدْ قَالُواْ كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُواْ بَعْدَ

إِسْلاَمِهِم ﴾ (توبة : (74) ,, انھوں نے کفریہ کلمہ کہا اور اسلام لانے کے بعد کفر کیا ہے،،۔اسی طرح یہ بھی کفریہ قول ہے:

﴿لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ﴾.(المنافقون:8) ,, ضرور نکالے گا اس مدینہ سے معزز آدمی ذلیل شخص کو،،۔اور منافقین نے غزوہ تبوک میں جو کہا تھا وہ بھی اسی زمرے میں شامل ہے:(ما رأينا مثل قرائنا هولآء -يعنون النبیؐ واصحابہؓ ،ارغب بطونا ،واكذب السنًا واجبن عندا للقاء)۔,, ہم نے ان (نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین) جیسے ساتھی نہیں دیکھے جو کھانے کے شوقین زبان کے جھوٹے اور جنگ میں بزدل،،۔

7-غیر اللہ سے دعا کرنا۔مردوں سے فریادیں کرنا۔

8-کفریہ عمل کرنا: ﴿قُلْ إِنَّ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَاْ أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾. (انعام : 162–163) ,, کہہ دیجئے کہ میری قربانی میری زندگی میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں،،۔جب یہ سب کام صرف اللہ کیلئے کرنے کا حکم ہو تو پھر غیر اللہ کو سجدہ یا غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا شرک وکفر ہے۔عملی کفر میں سے جادو بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيْاطِينَ كَفَرُواْ يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ ﴾.(البقرہ:102) ,, سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ

شیاطین نے کفر کیا لوگوں کو جادو سکھاتے تھے،،۔ جادو کو اس لیے کفر شمار کیا گیا کہ اس میں شیاطین سے کام لیا جاتا ہے اور علم غیب کا دعویٰ کیا جاتا ہے اللہ کے ساتھ خود کو شریک بنایا جاتا ہے۔﴿ وَلَقَدْ عَلِمُواْ لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِيْ الآخِرَةِ مِنْ خَلاَقٍ ﴾(البقرہ:102) ,,انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ جس نے بھی اسے خریدلیا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا،،۔ جادو کو علماء نے کفر اور شرک قرار دیا ہے اسے توحید کے ضمن میں شرک کی اقسام میں شمار کیا ہے تاکہ مسلمان اس سے اجتناب کریں۔علماء نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جادو توحید کے منافی امور میں سے ہے،،۔

9-اعتقاد اور شک:﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللَّهِ أُوْلَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴾.(الحجرات:15) ,,بلاشبہ مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر شک نہیں کیا اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ سچے ہیں (اپنے دعویٰ ایمان میں)،،۔

دوسری جگہ فرمان باری تعالیٰ ہے:﴿إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِيْنَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ﴾.(التوبة : 45) ,, آپ ﷺ سے (جنگ میں رہ جانے کی) اجازت وہ لوگ مانگتے ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دلوں میں شک ہے لہٰذا

وہ اپنے اس شک میں سرگرداں ہیں،،۔

اللہ تعالیٰ نے دو افراد کا مکالمہ حکایتاً بیان کیا ہے:

﴿وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَذِهِ أَبَداً (35)وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَى رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْراً مِّنْهَا مُنقَلَباً (36)قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلاً (37)لَّكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَداً (38)﴾ (**کھف**) ,, اور گیا اپنے باغ میں اور وہ برا کر رہا تھا اپنی جان پر۔ بولا نہیں آتا مجھ کو خیال کہ خراب ہو جائے گا یہ باغ کبھی اور نہیں خیال کرتا ہوں میں کہ قیامت ہونے والی ہے اور اگر کبھی پہنچا دیا گیا میں اپنے رب کے پاس پاؤں گا بہتر اس سے وہاں پہنچ کر۔ کہا اس کو دوسرے نے جب بات کرنے لگا کیا تو منکر ہو گیا اس سے جس نے تجھ کو پیدا کیا مٹی سے پھر قطرہ سے پھر بنایا تجھ کو آدمی؟ لیکن میرا عقیدہ ہے کہ اللہ ہی میرا رب ہے، اور میں اپنے رب کا کسی کو شریک نہیں بناتا ہوں،،۔

یہ مذکورہ جتنے قسم کے افراد کا ذکر ہوا ان سب کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کافر قرار دیا ہے اور وہ بھی ان کے ایمان لانے کے بعد کسی کو قول کی وجہ سے کسی کو عمل کی بنا پر اگر چہ اس قول وعمل کے مطابق ان کا عقیدہ نہیں بھی ہو؛ کسی کو عقیدے اور شک کی بنا پر۔ یہ

بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ان مذکورہ اقسام میں سے کسی بھی قسم میں مبتلا شخص کو متعین طور پر کافر قرار دینے کیلیئے ضروری ہے کہ تمام مذکورہ شروط (جو کہ تکفیر معین کیلیئے بیان ہوئی ہیں) موجود ہوں۔ موانع نہ ہوں۔ اس فصل میں مرجئہ مذہب کا رد پیش کیا گیا ہے جو کہ تفریط کا شکار ہیں اور کسی بھی عمل کو ایمان سے خاتمے یا کفر کا سبب نہیں سمجھتے۔

فصل ہفتم

حکمرانوں اورعوام کے حقوق سے متعلق امت محمد ﷺ سے چند گذارشات

ہم سمجھتے ہیں کہ امت کو حکمران اور عوام کے حقوق سے متعلق کچھ بتائیں تا کہ تمام اسلامی ممالک میں اس کی طرف توجہ دی جائے اس لیے کہ ہم نے اکثر ممالک اسلامیہ میں دیکھا ہے کہ اس مسئلے میں کوتاہی برتی جاتی ہے اور ظاہر سی بات ہے کہ جب اتنے اہم معاملے میں بے پرواہی سے کام لیا جائے گا تو اس کے نتائج واثرات تو برے ہی ہوں گے اور ذھنی انتشار معاشرہ میں پھیلے گا لہٰذا جو شخص مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا ذمہ دار بنا دیا جائے تو اس کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہونی چاہئے کہ وہ امت کی انجام دہی قرآن وسنت کے مطابق کرے اور توحید کو رواج دے اور اسے عام کرے۔شرک اور بت پرستی اور توحید کے منافی رسوم اور مظاہروں کو ختم کرے۔لوگوں کے فیصلے قرآن وسنت کی روشنی میں کرے۔عدل قائم کرے۔اور یہ بات یاد رکھے کہ دنیا میں شریعت اسلامی سے بڑھ کر عادلانہ اور مضبوط اور لوگوں کیلئے مفید کوئی اور نظام نہیں ہے۔اس میں عدل بھی ہے رحمت بھی اور دلوں میں موجود کدورتوں کا علاج بھی جیسا کہ اس نظام کو نازل کرنے والا رب فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاء لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾**(یونس: 57)**

,,اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ چکی ہے۔ یہ سینوں میں موجود (کفر۔نفاق۔بغض کینہ۔شک) کیلئے شفاء ہے اور مومنوں کیلئے ہدایت ورحمت ہے،،۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّهِ حُكْماً لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ 50) ﴾ **(المائدہ: 50)**

,,کون ہے جو اللہ سے زیادہ متوازن حکم نازل کرے یقین کرنے والی قوم کیلئے؟،،۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاء الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴾**(الجاثية :18)**

پھر ہم نے دین کے کام میں ایک راستہ پر رکھا تو اسی پر چلتا رہے اور نادانوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کر۔

مسلم حکمرانوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکومت کرنا سب سے بڑی ذمہ داری ہے:

﴿فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِيْ أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيماً﴾ (النساء(65)

,,تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ ﷺ کو حَکَم تسلیم نہ کرلیں اپنے متنازعہ معاملات میں اور پھر آپ ﷺ کے فیصلے سے دل میں خلش محسوس نہ کریں اور اسے مکمل طور پر تسلیم کرلیں،،۔

اس طرح اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے کرنا اہم عبادت بھی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلاَّ لِلّهِ أَمَرَ أَلاَّ تَعْبُدُواْ إِلاَّ إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَـكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لاَ يَعْلَمُونَ﴾ (یوسف:40)

,,حکم صرف اللہ کا ہے اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو یہ قائم رہنے والا دین ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے،،۔اس لئے ہر رسول اپنی قوم قوم سے کہتا تھا:﴿اعْبُدُواْ اللّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـهٍ غَيْرُهُ﴾۔(اعراف:(65),,اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی الہٰ نہیں ہے،،۔

اور جو لوگ اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر کسی اور قانون کے مطابق فیصلے اور حکومت کرتے ہیں ان کے اس عمل کو اللہ نے شرک فی العبادت اور شرک فی الحکم قرار دیا ہے فرمایا:

﴿وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهِ أَحَداً﴾(کھف : 26)

,,اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا،،۔

اورفرمایا:

﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ ﴾

(شوریٰ :21)

,,کیاان کے ایسے شریک ہیں جو ان کے لئے ایسی شریعت بناتے ہیں جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی،،۔

نیزارشادہے:

﴿فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدا ﴾**(کھف : 110)**

,,جوکوئی اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھاعمل کرے اوراپنے رب کی عبادت میں کسی کوشریک نہ کرے،،۔

اسی طرح مسلمان حکمران پر یہ بھی لازم ہے کہ ایسے کاموں کی کوشش کرے جن میں عوام کی بھلائی ہو۔عوام کونقصان دینے والے تکلیف دینے والے اسباب وذرائع اورامور کا خاتمہ کرے ۔مسلمان معاشرہ کو غیر اللہ کے قوانین اور دیگر محرمات جیسے ۔شراب۔سود۔جوا۔ظلم وغیرہ کاخاتمہ کرےرسول کریمﷺ کاارشادہے:

((ما من عبد يسترعيه الله رعية يموت يوم يموت وهو غاش رعيته الا حرم الله عليه الجنة)) (متفق علی صحته)

,,جس شخص کواللہ کسی قوم کاحکمران بنائے اوروہ جب مرے تواپنی رعایا کے

ساتھ دھوکہ کرتا رہا ہوتو ایسے حکمران پر اللہ نے جنت حرام قرار دی ہے،،۔

اس طرح مسلم حکمران کا یہ بھی فریضہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے ملک اور معاشرے سے وہ سر عام فحاشی کے زہر کو ختم کردے جو بعض اسلامی ممالک میں پھیل رہا ہے خاص کر جن ممالک میں اسلامی معاشرے پر مغربی رنگ چڑھتا جارہا ہے اخلاق۔لباس وغیرہ کے لحاظ سے اور خصوصاً عورتیں اپنی عفت و پاکدامنی اور پردہ سے بے پرواہ ہوتی جارہی ہیں اور ہر قسم کی حیا سوز عادات اپناتی جارہی ہیں۔اسلامی ممالک میں غیر اسلامی عادات۔رسوم اور طور طریقے پھیلنے، پروان چڑھنے سے اسلامی عقائد میں شکوک وشبہات جنم لینے لگتے ہیں اللہ کے محکم وغیر متبدل احکام پر اعتراضات ہوتے ہیں اللہ اور اس کے رسول اور اسکی آیتوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔بے دین اور بے راہ روی کی طرف دعوت دی جاتی ہے منافقین کھل کر اپنے سینوں میں چھپے اسلام مخالف خیالات وافکار کا پرچار کرنے لگ جاتے ہیں۔گمراہ قسم کے لوگ بھی بلا خوف وخطر دین سے ارتداد۔دین میں شک وشبہات پید اکرتے ہیں اور کفریہ الفاظ کا برملا اظہار کرنے لگتے ہیں ایسے معاشرے میں اس طرح کے اعمال واقوال کو آزادی رائے آزادیٔ عمل کا نام دیا جاتا ہے۔آج اکثر اسلامی ممالک میں یہ ہورہا ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ان لوگوں میں عقل ہوتی یا اپنی نجات کی فکر ہوتی تو جس نے بھی مذکورہ خرابیوں کا دروازہ کھولا ہے یا اس کی معاونت کی ہے یا اسے پسند کرتا ہے تو اسے اللہ کا یہ قول یاد رکھنا چاہئے:

﴿ قُلْ أَبِاللّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ لاَ تَعْتَذِرُواْ قَدْ كَفَرْتُم

بَعۡدَ إِيۡمَانِكُمۡ ﴾(توبة : 65–66)

,,کہد یجئے کیا اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کرتے ہو ۔ بہانے مت بناؤ تم ایمان کے بعد کفر کر چکے ہو،،۔

انہیں اللہ کا یہ فرمان بھی مدنظر رکھنا چاہئے:

﴿وَقَدۡ نَزَّلَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡ الۡكِتَابِ أَنۡ إِذَا سَمِعۡتُمۡ آيَاتِ اللّٰهِ يُكۡفَرُ بِهَا وَيُسۡتَهۡزَأُ بِهَا فَلاَ تَقۡعُدُواۡ مَعَهُمۡ حَتَّى يَخُوضُواۡ فِيۡ حَدِيۡثٍ غَيۡرِهِ إِنَّكُمۡ إِذاً مِّثۡلُهُمۡ إِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الۡمُنَافِقِيۡنَ وَالۡكَافِرِيۡنَ فِيۡ جَهَنَّمَ جَمِيۡعاً ﴾(النساء : 140)

,,اور تم پر کتاب میں نازل کیا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جارہا ہے اور اس کا تمسخر اڑایا جارہا ہے تو ایسا کرنے والوں کے ساتھ مت بیٹھو جب تک وہ کوئی اور بات نہ شروع کریں (اگر تم ان کے پاس بیٹھے رہے) تو تم بھی انہی کی طرح ہوگے۔اللہ منافقین وکافر سب کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے،،۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيۡنَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيۡعَ الۡفَاحِشَةُ فِيۡ الَّذِيۡنَ آمَنُوا لَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيۡمٌ فِيۡ الدُّنۡيَا وَالۡآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ﴾ (النور : 19)

,,جولوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں فحاشی پھیلے ایسے لوگوں کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے،،۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آیت میں فحاشی پھیلانے والوں کی مذمت کی گئی ہے اور یہ خواہش دل میں ہوسکتی ہے اور اس کا اظہار زبان وعمل سے بھی ہوسکتا ہے لہٰذا اس آیت میں ان لوگوں کی بھی مذمت ہے جو زبان سے فحاشی پھیلانے کے مرتکب یا فحش کاموں کی تعریف کرتے ہیں تا کہ یہ لوگوں میں عام ہوجائے، یہ لوگ یہ کام یا تو مومنوں سے حسد ودشمنی کی بنا پر کرتے ہیں یا انہیں فحاشی سے محبت ہوتی ہے ۔ ہر دو صورت میں دین دشمنی پر دلالت کرنے والی ہیں ۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں ۔ ہر وہ عمل جو مومنوں میں فحاشی پھیلانے کا سبب بنتا ہو وہ بھی اس آیت کے ذیل میں داخل ہے اور اس عمل کے مرتکب کیلئے سخت عذاب کی وعید ہے اس لیے کہ مومنوں میں فحاشی پھیلانے کی خواہش جب دنیا وآخرت میں عذاب الیم کا سبب ہے تو عملی طور پر تو ایسا کرنا تو مزید عذاب کا مستوجب ہوگا۔ اس لیے کہ صرف فحاشی پھیلانے کی خواہش جس میں قول وعمل نہیں وہ زیادہ عذاب کا مستحق ہے یا وہ کہ جس میں قول وعمل بھی ہے؟ ہر انسان کو چاہئے کہ اس قول، عمل اور خواہش سے نفرت کرے جو اللہ کو پسند نہیں چاہے وہ فحاشی ہو، بہتان تراشی ہو یا فحاشی کے پھیلاؤ کے ذرائع ہوں ۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ایک شخص خود تو ایسا نہیں کرتا مگر اس طرح کے عمل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے تو وہ بھی انہی میں سے شمار ہوگا جیسا کہ قوم لوط کے عمل پر راضی رہنے والی جناب لوط علیہ السلام کی بیوی قوم کے ساتھ عذاب میں گرفتار ہوگئی تھی حالانکہ لواطت ایسا عمل ہے جو عورت سے سرزد نہیں ہوسکتا لیکن جناب لوط علیہ السلام کی بیوی قوم کے عمل پر راضی تھی تو ان کے ساتھ عذاب میں بھی گرفتار ہوئی (نوٹ: لوط علیہ السلام

اللہ کے برگزیدہ نبی تھے لہٰذا مردوں کی ہم جنس پرستی کو لواطت نہیں کہنا چاہیے اس لئے کہ اس سے نسبت لوط علیہ السلام کی طرف ہوتی ہے مناسب یہ ہے کہ اسے قوم لوط کا عمل یا ہم جنسی پرستی یا کوئی اور نام دیا جائے تو بہتر ہے کہ غلط عمل کو پیغمبر کے نام سے منسوب کرنا نامناسب ہے۔مترجم)اس لیے کہا جاتا ہے کہ جس نے کسی فحش عمل پر کسی کی اعانت کی یا فحاشی پھیلانے میں مدد کی جیسا کہ گلوکار، یا گانوں کی کیسیٹس تیار کرنے والے۔فلمیں بنانے والے۔آلات موسیقی بنانے والے۔سنیما مالکان وملازمین وغیرہ یہ سب فحاشی پھیلانے کے مرتکب ہیں اور آیت کی رو سے عذاب کے مستحق ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ فحاشی پھیلانے کے بجائے اسے ختم کرنے کی کوشش کریں کہ ان کا اصل فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہی ہے۔(الفتاویٰ : 332/15)

مسلمان حکمران کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کے ساتھ شفقت ونرمی کا برتاؤ کرے ان کی ضروریات پوری کرے ان کی بھلائی کے لئے تمام تر کوششیں کرے۔نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ترجمہ:،،اے اللہ! جو میری امت پر حکمران بنا اور اس نے ان کو مشقت میں ڈالا اور سختی میں مبتلا کیا تو تو بھی اس پر سختی کر اور جس حکمران نے اپنی رعایا پر نرمی کی اللہ تو بھی اس پر نرمی کر،،(مسلم)

مسلم حکمران کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک میں تعلیمی نظام مکمل طور پر قرآن وسنت کے مطابق رائج کرے اور سلف صالحین کا طریقہ اپنائے اور اسلامی عقیدہ کی اس طرح تعلیم

دی جائے کہ تمام غیر اسلامی عقائد ونظریات سے مسلمان بچوں کا ذہن پاک ہوجائے۔اور مکمل دین احکام کی تعلیم دی جائے۔ابتداء سے اعلیٰ تعلیم تک تمام مراحل میں دینی احکام کی تعلیم شامل ہو۔

مسلم حکمرانوں کا فریضہ ہے کہ وہ اللہ کے گھروں مساجد کو ان کا حقیقی مقام ومرتبہ ،عزت واحترام دیں جو انہیں اسلام نے دیا ہے ان میں نمازیں قائم کرنے کا اہتمام کریں وعظ اور تعلیم کی مجالس قائم کریں اوران کے لئے مصلحین علماء کی خدمات حاصل کی جائیں کہ وہ لوگوں کو تعلیم دیں ان کی تربیت کریں تا کہ مسلمانوں میں شریعت کا علم عام ہو۔جو غافل ہیں وہ دوبارہ متوجہ ہوجائیں اور جو جاہل ہیں وہ بھی علم حاصل کرلیں۔نافرمانوں کو نصیحت مل جائے مسلمانوں کی اخلاقی تربیت واطاعت کو اپنا شعار بنائیں اوراس طرح یہ امت اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرلے اوراسے تادیر برقرار رکھ سکے۔یہ تھیں ذمہ داریاں مسلم حکمران کی۔

مسلمان عوام کی ذمہ داریوں میں سب سے پہلی ذمہ داری ہے حکم سننا اس پر عمل کرنا اس حکمران کا جو ان کی قیادت قرآن وسنت کے مطابق کرتا ہو اور جب تک وہ انہیں کسی معصیت کا حکم نہ کرے اگر کوئی حکمران کبھی معصیت کا حکم کرے تو اس میں اطاعت نہ کرے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:(**لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق**)(**احمد**) ,, خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی,,۔دوسری حدیث میں ہے۔,,اللہ کی معصیت میں (مخلوق کی)اطاعت نہ کی جائے بلکہ صرف معروف میں

ہے،،۔

عوام کی ذمہ داری میں یہ بھی ہے کہ وہ حکمران کی خیر خواہی کریں ۔ انکے لیے دعا کریں، حکمران کی ماتحتی میں قوم کومتحد رکھنے کی کوشش کریں، اسلامی جھنڈے کے تحت سب حکمران وقت کے ساتھ متحد و متفق کھڑے رہیں ۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ((**الـــدیـــن النصیحة** : دین خیر خواہی کا نام ہے ، **قـلـنـا: لمن؟** ,, ہم نے کہا کس کی خیر خواہی؟، ((**قال: للّٰه و لكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم**)) فرمایا: ,, اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول، مسلمانوں کے حکمرانوں اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا ،،۔ ایک اور حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا : ,, تین عادتیں ہیں ان میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کرسکتا ۔ اخلاص عمل ۔ حکمرانوں کی خیر خواہی ۔ جماعت سے وابستگی ۔ ان کی دعوت بعد میں آنے والوں تک پہنچے گی (احمد)۔ ایک صحیح روایت میں جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وصیت مروی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں: (**واحسنوا مؤازرة من يلي امركم واعينوه وادوا إليه الأمانة**) ,, جو تمہارے حکمران ہیں ان کی پشت پناہی اچھی طرح کروان سے تعاون کروا پنی ذمہ داریاں دیانتداری سے ادا کرو،،۔ عوام پر یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ترجیح دیئے جانے پر صبر کریں اور جہاں تک استطاعت ہو کلمہ حق کہیں ۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں: ,, ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ (امیر کی بات) سنیں گے اور مانیں گے سختی ہو یا آسانی ہو۔ ہم خوش ہوں یا ناخوش اور اگر چہ ہم پر کسی اور کو ترجیح دی جائے اور ہم حکمرانوں سے نہ لڑیں الا یہ کہ ان کی طرف سے

کوئی ایسا قول یا عمل سرزد ہو جائے جو صریح کفر ہو اللہ کی طرف سے اس کے کفر ہونے پر دلیل ہو اور یہ کہ ہم حق بات کریں جہاں بھی ہوں۔ اللہ کے دین کی بات کرتے ہوئے ہم کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کریں،،۔(متفق علیہ)

مندرجہ بالا ذمہ داریاں عوام کی ہیں جو انہیں پوری کرنی چاہئیں۔ مسلمان چاہے حکمران ہو یا عوام میں سے ہو اس کا فریضہ اور ذمہ داری یہ ہے کہ ہر وقت تقویٰ کو لازم پکڑے اللہ کا ڈر اپنے دل میں رکھے۔ اور اپنا سب سے اہم اور بڑا مقصد ایک اللہ کی عبادت کو بنائے۔ اس کی طرف دوسروں کو بھی دعوت دے۔ اپنے اتحاد واتفاق کو برقرار رکھے، ملی وقومی اتحاد کے خلاف کوئی کام نہ کرے۔ کوئی ایسا عمل نہ کرے جو شریعت کے خلاف ہو۔ صراط مستقیم سے ہٹنے کی کوشش نہ کرے۔ کوئی ایسا عمل نہ کرے جو کافروں کو کفر پر جم جانے عمل پیرا رہنے کا جواز فراہم کرتا ہو۔ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ جناب ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی دعا کو وردِ زباں بنائے کہ:

﴿ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (الممتحنه:5)

,,اے ہمارے پروردگار ہمیں کافروں کے لئے فتنہ نہ بنا۔ ہمارے گناہ معاف کردے۔ اے ہمارے رب تو غالب اور حکمت والا ہے،،۔

میں اللہ سے اس کے اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ کے توسط سے دعا کرتا ہوں کہ تمام مسلمانوں کو حق کی ہدایت عطا فرمائے انہیں ان کے نفسوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ ان کی اصلاح فرمائے۔ وہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور دعا قبول کرنے والا ہے۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ أجمعین

بقلم: بکر بن أبوزید

مترجم: عبدالعظیم

موحدین ویب سائٹ

فہرس موضوعات

درء الفتنة عن أهل السنة

(باللغة الأردية)

تأليف

د/ بكر بن عبدالله أبوزيد رحمه الله

ترجمة

فضيلة الشيخ / الحافظ زبير عليزئى حفظه الله

مراجعة

شفيق الرحمن ضياء الله المدنى

الناشر

المكتب التعاونى للدعوة وتوعية الجاليات بالربوة

الرياض - المملكة العربية السعودية